سیرت فاطمہ سلام اللہ از

چودہ ستارے

مصنف: علامہ نجم الحسن

کراروی

مومنین کے لئے خوشخبری

Whatsapp پر دینی معلومات جیسے کہ عقائد،

اخلاقیات، درس قرآن

فقہی مسائل، "خواتین کے مخصوص مسائل"

وظیفے، میمبرز کے فقہی سوالات، جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنینؑ از نہج البلاغہ، احادیث معصومینؑ

ہر مناسبت کے حوالہ سے اعمال

دعائیں اور دیگر دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے قرآن و

عترت کے گروپ کو جوائن کریں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے گروپ میں شامل ہونے

کے لئے ان میں سے کسی ایک پر کلک کریں۔

تمام گروپ میں مشترکہ نشریات بھیجی جاتی ہیں اسلئے ایک سے

زائد گروپ میں شامل نہ ہوں تاکہ دوسری بھی شامل ہو کر

استفادہ کرسکیں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے دینی ویڈیوز Youtube پر دیکھنے

کے لئے ہمارے Youtube channel کو Subscribe کریں

اسلامی گرافکس کے لئے Instagram پر Follow کریں

اور ہماری Facebook Page کو Like کریں

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہےاور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

فہرست

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا 7

نام، القاب و کنیت 7

والدین 9

ولادت 12

بچپن اور تربیت 13

. حضرت فاطمہ (س) کی شادی 15

حضرت فاطمہ (س) کا اخلاق و کردار 21

حضرت فاطمہ (س) کا نظام عمل 24

حضرت زہرا سلام اللہ کا پردہ 27

حضرت زہرا (س) اور جہاد 29

فاطمہ زہرا (س) اور پیغمبر اسلام 32

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر (ص) کی نظر میں 33

فاطمہ زہرا (س) پر پڑنے والی مصیبتیں 34

حضرت فاطمہ زہرا (س) کی وصیتیں 36

شہادت 38

اولاد 40

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

نام، القاب و کنیت

نام فاطمہ اور مشہور لقب زہرا، سیدۃ النساء العلمین ، راضیۃ ، مرضیۃ، شافعۃ، صدیقہ ، طاھرہ ، زکیہ، خیر النساء اور بتول ہیں ۔ اور آپ کی مشہور کنیت ام الآئمۃ ، ام الحسنین، ام السبطین اور اِم ابیہا ہے۔ ان تمام کنیتوں میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ام ابیھا ہے، یعنی اپنے باپ کی ماں ، یہ لقب اس بات کا ترجمان ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کو بے حد چاھتی تھیں اور کمسنی کے باوجود اپنے بابا کی روحی اور معنوی پناہ گاہ تھیں۔

پیغمبر اسلام (ص) نے آپ کو ام ابیھا کا لقب اس لئے دیا۔ کیونکہ عربی میں اس لفظ کے معنی، ماں کے علاوہ اصل اور مبداء کے بھی ہیں یعنی جڑ اور بنیاد۔ لھذا اس لقب (ام ابیھا) کا ایک مطلب نبوت اور ولایت کی بنیاد اور مبدا بھی ہے۔ کیونکر یہ آپ ہی کا وجود تھا، جس کی برکت سے شجرہ امامت اور ولایت نے رشد پایا، جس نے نبوت کو نابودی اور نبی خدا کو ابتریت کے طعنہ سے بچایا۔

والدین

آپ کیوالد ماجد ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ (ص) اور والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خولد ہیں۔ ہم اس باپ کی تعریف میں کیا کھیں ، جو ختم المرسلین، حبیب خدا اور منجی بشریت ہو ؟ کیا لکھیں اس باپ کی تعریف میں جسکی تمام اوصاف و کمالات لکھنے سے قلم عاجز ہو؟ فصحاء و بلغاء عالم ، جس کے محاسن کی توصیف سے ششدر ہوں ؟ اور آپ کی والدہ ماجدہ، جناب خدیجہ بنت خویلد جو قبل از اسلام قریش کی سب سیزیادہ باعفت اور نیک خاتون تھیں۔ وہ عالم اسلام کی سب سے پہلی خاتون تھیں ، جو خورشید اسلام کے طلوع کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ (ص) پر ایمان لائیں اور اپنا تمام مال دنیا اسلام کو پروان چڑھانے کیلئے اپنے شوھر کے اختیار

میں دے دیا۔ تاریخ اسلام، حضرت خدیجہ (س) کی پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ وفاداری اور جان ومال کی فداکاری کو ہرگز نہیں بھلا سکتی۔ جیسا کہ خود پیغمبر اسلام (ص) کے کردار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک آپ زندہ تھیں کوئی دوسری شادی نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی عظمت کا قصیدہ پڑھا، عائشہ زوجہ پیغمبر (ص) فرماتی ہیں:

ازواج رسول (ص) میں کوئی بھی حضرت خدیجہ کے مقام واحترام تک نہیں پھونچ پائی۔ پیغمبر اسلام (ص) ہمیشہ انکا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور اتنا احترام کہ گویا ازواج میں سے کوئی بھی ان جیسی نہیں تھی۔

پھر عائشہ کھتی ہیں: میں نیا یک دن پیغمبر اسلام (ص) سے کہا: وہ محض ایک بیوہ عورت تھیں، تو یہ سن کر پیغمبر اسلام

(ص) اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور پھر فرمایا: خدا کی قسم میرے لئے خدیجہ سے بھتر کوئی نھیں تھا۔

جب سب لوگ کافر تھے تو وہ مجھ پر ایمان لائیں، جب سب لوگ مجھ سے رخ پھیر چکے تھے تو انہون نے اپنی ساری دولت میرے حوالے کر دی۔ خدا نے مجھے اس سے ایک ایسی بیٹی عطا کی کہ جو تقویٰ، عفت و طہارت کا نمونہ ہے۔

پھر عائشہ کہتی ہیں: میں یہ بات کہہ کر بہت ارمندہ ہوئی اور میں نے پیغمبر اسلام (ص) سے عرض کیا: اس بات سے میرا کوئی غلط مقصد نھیں تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا (س) ایسی والدہ اور والد کی آغوش پروردہ ہیں۔

ولادت

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کیتاریخ ولادت کے سلسلہ میں علماء اسلام کے درمیان اختیاف ہے۔ لیکن اہج بیت عصمت و طہارت کی روایات کی بنیاد پر آپ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی،بروز جمعہ مکہ معظّمہ میں ہوئی ۔

بچپن اور تربیت

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پانچ برس تک اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبری کے زیر سایہ رہیں اور جب بعثت کے دسویں برس خدیجۃ الکبریٰ علیہا السّلام کا انتقال ہو گیا ماں کی اغوش سے جدائی کے بعد، ان کا گہوارہ تربیت صرف باپ کا سایہ رحمت تھا اور پیغمبر اسلام کی اخلاقی تربیت کا افتاب تھا جس کی شعاعیں براہِ راست اس بے نظیر گوہر کی اب وتاب میں اضافہ کررہی تھیں .

جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کو اپنے بچپن میں بہت سے ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ پانچ سال کے سن میں سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا۔اب باپ کے زیر سایہ زندگی شروع ہوئی تو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول کو دی جانے والی

اذیتین سامنے تھیں کبھی اپنے بابا کے جسم مبارک کو پتھرون سے لہو لہان دیکھتیں تو کبھی سنتی کے مشرکوں نے بابا کے س پر کوڑاڈال دیا۔ کبھی سنتیں کہ دشمن بابا کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ مگر اس کم سنی کے عالم میں بھی سیّدہ عالم نہ ڈریں نہ سہمیں نہ گھبرائیں بلکہ اس ننھی سی عمر میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی مدد گار بنی رہیں

حضرت فاطمہ (س) کی شادی

یہ بات شروع سے ہی سب پر عیاں تھی کہ علی (ع) کے علاوہ کوئی دوسرا دختر رسول (ص) کا کفو وہمتا نھیں ہے۔ اس کے باوجود بھی بہت سے ایسے لوگ، جو اپنے آپ کو پیغمبر (ص) سے نزدیک سمجھتے تھے اپنے دلوں میں دختر رسول (ص) سے شادی کی امید لگائے بیٹھے تھے۔

مورخین نے لکھا ہے: جب سب لوگوں نے قسمت آزمائی کرلی تو حضرت علی (ع) سے کہنا شروع کر دیا: اے علی (ع) آپ دختر پیغمبر (ص) سے شادی کے لئے نسبت کیوں نہیں دیتے۔ حضرت علی (ع) فرماتے تھے: میرے پاس ایسا کچھ بھی نھیں ہے جس کی بنا پر میں اس راہ میں قدم

بڑھاؤں۔ وہ لوگ کہتے تھے : پیغمبر (ص) تم سے کچھ نہیں مانگیں گے۔

آخر کار حضرت علی (ع) نے اس پیغام کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔ اور ایک دن رسول اکرم (ص) کے بیت الشرف میں تشریف لے گئے لیکن شرم و حیا کی وجہ سے آپ اپنا مقصد ظاہر نہیں کر پا رہے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ : آپ اسی طرح دو تین مرتبہ رسول اکرم (ص) کے گھر گئے لیکن اپنی بات نہ کہہ سکے۔ آخر کار تیسری مرتبہ پیغمبر اکرم (ص) نے پوچھ ہی لیا : اے علی کیا کوئی کام ہے ؟

حضرت امیر (ع) نے جواب دیا : جی ، رسول اکرم (ص) نے فرمایا : شاید زہرا سے شادی کی نسبت لے کر آئے ہو ؟

حضرت علی (ع) نے جواب دیا، جی۔ چونکہ مشیت الٰھی بھی یہی چاہ رہی تھی کہ یہ عظیم رشتہ برقرار ہو لھذا حضرت علی (ع) کے آنے سے پہلیہی رسول اکرم (ص) کو وحی کے ذریعہ اس بات سے آگاہ کیا جا چکا تھا۔ بہتر تھا کہ پیغمبر (ص) اس نسبت کا تذکرہ زہرا سے بھی کرتے لھذا آپ نے اپنی صاحب زادی سے فرمایا: آپ، علی (ع) کو بہت اچھی طرح جانتیں ہیں، وہ مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک ہیں، علی (ع) اسلام سابق خدمت گذاروں اور با فضیلت افراد میں سے ہیں، میں نے خدا سے یہ چاہا تھا کہ وہ تمھارے لئے بھترین شوھر کا انتخاب کرے۔

اور خدا نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں آپ کی شادی علی (ع) سے کردوں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت زہرا (س) خاموش رہیں ، پیغمبر اسلام (ص) نے آپ کی خاموشی کو آپ کی رضا مندی سمجھا اور خوشی کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے وھاں سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ پھر حضرت امیر (ع) کو شادی کی بشارت دی۔ حضرت فاطمہ زہرا (س) کا مھر ۴۰ مثقال چاندی قرار پایا اور اصحاب کے ایک مجمع میں خطبہ نکاح پڑھا دیا گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شادی کے وقت حضرت علی (ع) کے پاس ایک تلوار ، ایک ذرہ اور پانی بھرنے کے لئے ایک اونٹ کے علاوہ کچہ بھی نہیں تھا، پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا : تلوار کو جہاد کے لئے رکھو ، اونٹ کو سفر اور پانی بھرنے کے لئے رکھو لیکن اپنی زرہ کو بیچ ڈالو تاکہ شادی کے وسائل خرید سکو۔ رسول اکرم (ص) نے جناب سلمان فارسی سے کھا : اس زرہ کو بیچ دو

جناب سلمان نے اس زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچا۔ پھر ایک بھیڑ ذبح کی گئی اور اس شادی کا ولیمہ ہوا۔ جھیز کا وہ سامان جو دختر رسول اکرم (ص) کے گھر لایا گیا تھا، اس میں چودہ چیزیں تھی۔

شھزادی عالم، زوجہ علی (ع)، فاطمہ زہرا (ع) کا بس یہی مختصر سا جہیز تھا۔ رسول اکرم (ص) اپنے چند باوفا مھاجر اور انصار اصحاب کے ساتھ اس شادی کے جشن میں شریک تھے۔ تکبیروں اور تہلیوں کی آوازوں سے مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں ایک خاص روحانیت پیدا ہو گئی تھی اور دلوں میں سرور و مسرت کی لہریں موج زن تھیں۔ پیغمبر اسلام (ص) اپنی صاحب زادی کا ہاتھ حضرت علی (ع) کے ہاتھوں میں دے کر اس مبارک جوڑے کے حق میں دعا کی اور

انھیں خدا کے حوالے کر دیا۔ اس طرح کائنات کے سب سے بہتر جوڑے کی شادی کے مراسم نہایت سادگی سے انجام پائے۔

حضرت فاطمہ (س) کا اخلاق و کردار

حضرت فاطمہ زہرا اپنی والدہ گرامی حضرت خدیجہ کی والا صفات کا واضح نمونہ تھیں جو دو سخا، اعلیٰ فکری اور نیکی میں اپنی والدہ کی وارث اور ملکوتی صفات و اخلاق میں اپنے پدر بزرگوار کی جانشین تھیں۔ وہ اپنے شوھر حضرت علی (ع) کے لئے ایک دلسوز، مھربان اور فداکار زوجہ تھیں۔آپ کے قلب مبارک میں اللہ کی عبادت اور پیغمبر کی محبت کے علاوہ اور کوئی تیسرا نقش نہ تھا۔ زمانہ جاھلیت کی بت پرستی سے آپ کوسوں دور تھیں۔آپ نیشادی سے پہلے کی ۹ سال کی زندگی کے پانچ سال اپنی والدہ اور والد بزرگوار کے ساتھ اور ۴ سال اپنے بابا کے زیر سایہ بسر کئے اور شادی کے بعد کے دوسرے نو سال اپنے شوھر بزرگوار علی مرتضیٰ (ع) کے

شانہ بہ شانہ اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت، اجتماعی خدمات اور خانہ داری میں گذارے۔آپ کا وقت بچوں کی تربیت گھر کی صفائی اور ذکر و عبادت خدا میں گذرتا تھا۔ فاطمہ (س) اس خاتون کا نام ہے جس نے اسلام کے مکتب تربیت میں پرورش پائی تھی اور ایمان و تقویٰ آپ کے وجود کے ذرات میں گھل مل چکا تھا۔

فاطمہ زہرا (س) نے اپنے ماں باپ کی آغوش میں تربیت پائی اور معارف و علوم الٰھی کو، سرچشمہ نبوت سے کسب کیا۔ انہوں نے جو کچھ بھی ازدواجی زندگی سے پھلے سیکھا تھا اسے شادی کے بعد اپنے شوھر کے گھر میں عملی جامہ پھنایا ۔ وہ ایک ایسی مسن و سمجھدار خاتون کی طرح جس نے زندگی کے تمام مراحل طے کر لئے ہوں اپنے اپنے گھر کے امور اور

تربیت اولاد سے متعلق مسائل پر توجہ دیتی تھیں اور جو کچھ گھر سے باہر ہوتا تھا اس سے بھی باخبر رہتی تھیں اور اپنے اور اپنے شوہر کے حق کا دفاع کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ (س) کا نظام عمل

حضرت فاطمہ زہرا نے شادی کے بعد جس نظام زندگی کا نمونہ پیش کیا وہ طبقہ نسواں کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔آپ گھر کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخہ چلانا، چکی پیسنا اور بچوں کی تربیت کرنا۔یہ سب کام اور ایک اکیلی سیدہ لیکن نہ تو کبھی تیوریوں پر بل پڑے اور نہ کبھی اپنے شوہر حضرت علی علیہ السّلام سے اپنے لیے کسی مددگار یا خادمہ کے انتظام کی فرمائش کی۔ ایک مرتبہ اپنے پدر بزرگوار حضرت رسولِ خدا سے ایک کنیز عطا کرنے کی خواہش کی تو رسول نے بجائے کنیز عطا کرنے کے وہ تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ زہرا کے نام سے مشہور ہے . ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 33

مرتبہ سبحان اللہ۔ حضرت فاطمہ اس تسبیح کی تعلیم سے اتنی خوش ہوئی کہ کنیز کی خواہش ترک کر دی۔ بعد میں رسول نے بلا طلب ایک کنیز عطا فرمائی جو فضہ کے نام سے مشہور ہے۔ جناب سیّدہ اپنی کنیز فضہ کے ساتھ کنیز جیسا برتاؤ نہیں کرتی تھیں بلکہ اس سے ایک برابر کے دوست جیسا سلوک کرتی تھیں . وہ ایک دن گھر کا کام خود کرتیں اور ایک دن فضہ سے کراتیں ۔ اسلام کی تعلیم یقیناً یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں زندگی کے جہاد میں مشترک طور پر حصہ لیں اور کام کریں . بیکار نہ بیٹھیں مگر ان دونوں میں صنف کے اختلاف کے لحاظ سے تقسیمُ عمل ہے . اس تقسیم کار کو علی علیہ السّلام اور فاطمہ نے مکمل طریقہ پر دُنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ گھر سے باہر کے تمام کام اور اپنی قوتُ بازو سے

اپنے اور اپنے گھر والوں کی زندگی کے حرچ کاسامان مہیا کرنا علی علیہ السّلام کے ذمہ تھے اور گھر کے اندر کے تمام کام حضرت فاطمہ زہرا انجام دیتی تھیں۔

حضرت زہرا سلام اللہ کا پردہ

سیدہ عالم نہ صرف اپنی سیرت زندگی بلکہ اقوال سے بھی خواتین کے لیے پردہ کی اہمیت پر بہت زور دیتی تھیں. آپ کا مکان مسجدِ رسولِ سے بالکل متصل تھا۔ لیکن آپ کبھی برقع وچادر میں نہاں ہو کر بھی اپنے والدِ بزرگوار کے پیچھے نماز جماعت پڑھنے یا اپ کا وعظ سننے کے لیے مسجد میں تشریف نہیں لائیں بلکہ اپنے فرزند امام حسن علیہ السّلام سے جب وہ مسجد سے واپس جاتے تھے اکثر رسول کے خطبے کے مضامین سن لیا کرتی تھیں. ایک مرتبہ پیغمبر نے منبر پر یہ سوال پیش کر دیا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر کیا چیز ہے یہ بات سیدہ کو معلوم ہوئ تو آپ نے جواب دیا عورت کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ اس کی نظر کسی غیر مرد پر

پڑے اور نہ کسی غیر مرد کی نظر اس پر پڑے . رسول کے سامنے یہ جواب پیش ہوا تو حضرت نے فرمایا . "کیوں نہ ہو فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔"

حضرت زہرا (س) اور جہاد

اسلام میں عورتوں کا جہاد، مردوں کے جہاد سے مختلف ہے۔ لٰہذا حضرت فاطمہ زہرا نے کبھی میدانِ جنگ میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن جب کبھی پیغمبر میدان جنگ سے زخمی ہو کر پلٹتے تو سیدہ عالم ان کے زخموں کو دھوتیں تھیں .اور جب علی علیہ السّلام خون آلود تلوار لے کر آتے تو فاطمہ اسے دھو کر پاک کرتی تھیں۔ وہ اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ ان کا جہاد یہی ہے جسے وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں رہ کے کرتی ہیں . ہاں صرف ایک موقع پر حضرت زہرا نصرت اسلام کے لئے گھر سے باہر آئیں اور وہ تھا مباہلے کا موقع۔ کیوں کہ یہ ایک پر امن مقابلہ تھا اور اس میں صرف روحانی فتح کا سوال تھا۔ یعنی صرف مباہلہ کا میدان ایسا تھا جہاں سیدہ عالم خدا کے حکم

سے . برقع و چادر میں نہاں ہو کر اپنے باپ اور شوہر کے
ساتھ گھر سے باہر نکلیں جس کا واقعہ یہ تھا کہ یمن سے
عیسائی علماء کا ایک وفد رسول کے پاس بحث و مباحثہ کے لیے
ایا اور کئی دن تک ان سے بحث ہوتی رہی جس سے حقیقت
ان پر روشن تو ہو گئی مگر سخن پروری کی بنا پر وہ قائل نہ ہونا
تھے نہ ہوئے . اس وقت قران کی یہ ایت نازل ہوئی کہ اے
رسول اتنے سچے دلائل کے بعد بھی یہ نہیں مانتے تو ان سے
کہو کہ پھر جاؤ ›› ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاو،
ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاو، ہم اپنے
نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو اور اللہ کی طرف رجوع
کریں اور اور جھوٹوں کے لیے اللہ کی لعنت یعنی عذاب کی
بددعا کریں . ›› عیسائی علماء پہلے تو اس کے لیے تیار ہو گئے مگر

جب رسول اللہ اس شان سے تشریف لے گئے کہ حسن علیہ السّلام اور حسین علیہ السّلام جیسے بیٹے فاطمہ زہرا جیسی خاتون اور علی علیہ السّلام جیسے نفس ان کے ساتھ تھے تو عیسائیوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا اور مخصوص شرائط پر صلح کر کے واپس ہو گئے.

فاطمہ زہرا (س) اور پیغمبر اسلام

حضرت فاطمہ زہرا (س) کے اوصاف وکمالات اتنے بلند تھے کہ ان کی بنا پر رسول (ص) فاطمہ زہرا (س) سے محبت بھی کرتے تھے اور عزت بھی۔ محبت کا ایک نمونہ یہ ہے کہ جب آپ کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے اخر میں فاطمہ زہرا سے رخصت ہو نیتھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے فاطمہ زہرا سے ملنے کے لئے جاتے تھے.

اور عزت واحترام کا نمونہ یہ ہے کہ جب فاطمہ (س) ان کے پاس اتی تھیں تو اپ تعظیم کو کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے . رسول کا یہ برتاؤ فاطمہ زہرا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نہ تھا.

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر (ص) کی نظر میں

سیدہ عالم کی فضیلت میں پیغمبر کی اتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ جتنی حضرت علی علیہ السّلام کے سوا کسی دوسری شخصیت کے لیے نہیں ملتیں.

ان میں سے اکثر علماء اسلام میں متفقہ حیثیت رکھتی ہیں.

مثلًا "اپ بہشت میں جانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔

ایمان لانے والی عوتوں کی سردار ہیں... تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں.. »اپ کی رضا سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اپ کی ناراضگی سیاللہ ناراض ہوتا ہے..» جس نے اپ کوایذادی اس نے رسول کوایذادی.. اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں جو معتبر کتابوں میں درج ہیں.

فاطمہ زہرا (س) پر پڑنے والی مصیبتیں

افسوس ہے کہ وہ فاطمہ (س) جن کی تعظیم کو رسول کھڑے ہو جاتے تھے بعدِ رسول اہل زمانہ کا رخ ان کی طرف سے پھر گیا۔ ان پر طرہ طرہ کے ظلم ہونے لگے ۔ علی علیہ السّلام سے خلافت چھین لی گئ۔ پھر اپ سے بیعت کا سوال بھی کیا جانے لگا اور صرف سوال ہی پر اکتفا نہیں بلکہ جبر و تشدّد سے کام لیا جانے لگا. انتہا یہ کہ سیّدہ عالم کے گھر پر لکڑیاں جمع کر دیں گئیں اور آگ لگائی جانے لگی . اس وقت آپ کو وہ جسمانی صدمہ پہنچا، جسے آپ برداشت نہ کر سکیں اور وہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔ ان صدموں اور مصیبتوں کا اندازہ سیّدہ عالم کی زبان پر جاری ہونے والے اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے کہ

صُبَّت علیَّ مصائبُ لوانّہا صبّت علی الایّام صرن لیالیا

یعنی مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ دِنوں پر پڑتیں تو وہ رات میں تبدیل ہو جاتے۔

سیدہ عالم کو جو جسمانی وروحانی صدمے پہنچے ان میں سے ایک، فدک کی جائداد کا چھن جانا بھی ہے جو رسول نے سیدہ عالم کو مرحمت فرمائی تھی۔ جائیداد کا چلاجانا سیدہ کے لئے اتنا تکلیف دہ نہ تھا جتنا صدمہ اپ کو حکومت کی طرف سے آپ کے دعوے کو جھٹلانے کا ہوا. یہ وہ صدمہ تھا جس کا اثر سیّدہ کے دل میں مرتے دم تک باقی رہا.

حضرت فاطمہ زہرا (س) کی وصیتیں

حضرت فاطمہ زہرا (س) نے خواتین کے لیے پردے کی اہمیت کو اس وقت بھی ظاہر کیا جب اپ دنیا سے رخصت ہونے والی تھیں. اس طرح کہ اپ ایک دن غیر معمولی طور فکر مند نظر ائیں. اپ کی چچی (جعفر طیار (رض) کی بیوہ) اسماء بنتِ عمیس نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جنازہ کے اٹھانے کا یہ دستور اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت کی میّت کو بھی تختہ پر اٹھایا جاتا ہے جس سے اس کا قدو قامت نظر اتا ہے. اسما (رض) نے کہا کہ میں نے ملک حبشہ میں ایک طریقہ جنازہ اٹھانے کا دیکھا ہے وہ غالباً اپ کو پسند ہو. اسکے بعد انھوں نے تابوت کی ایک شکل بنا کر دکھائی اس پر سیّدہ عالم بہت خوش ہوئیں

اور پیغمبر کے بعد صرف ایک موقع ایسا تھا کہ اپ کے لبوں پر مسکراہٹ اگئی چناچہ اپ نے وصیّت فرمائی کہ اپ کو اسی طرح کے تابوت میں اٹھایا جائے. مورخین تصریح کرتے ہیں کہ سب سے پہلی لاش جو تابوت میں اٹھی ہے وہ حضرت فاطمہ زہرا کی تھی۔اسکے علاوہ اپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ اپ کا جنازہ شب کی تاریکی میں اٹھایا جائے اور ان لوگوں کو اطلاع نہ دی جائے جن کے طرزِ عمل نے میری دل میں زخم پیدا کر دئے ہیں ۔ سیدہ ان لوگوں سے انتہائی ناراضگی کے عالم میں اپ اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

شہادت

سیدہ عالم نے اپنے والد بزرگوار رسولِ خدا کی وفات کے 3 مہینہ بعد تیسری جمادی الثانی سن ۱۱ ہجری قمری میں وفات پائی . اپ کی وصیّت کے مطابق اپ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا . حضرت علی علیہ السّلام نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا . صرف بنی ہاشم اور سلیمان فارسی (رض)، مقداد (رض) و عمار (رض) جیسے مخلص و وفادار اصحاب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ کر خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا . اپ کے دفن کی اطلاع بھی عام طور پر سب لوگوں کو نہیں ہوئی، جس کی بنا پر یہ اختلاف رہ گیا کہ اپ جنت البقیع میں دفن ہیں یا اپنے ہی مکان میں جو بعد میں مسجد رسول کا جزو بن گیا۔ جنت البقیع میں جو آپ کا روضہ تھا وہ بھی باقی نہیں رہا۔ اس مبارک روضہ

8 شوال سن ۱۳۴۴ ھجری قمری میں ابن سعود لعنتی نے دوسرے مقابر اہلبیت علیہ السّلام کے ساتھ منہدم کرادیا۔

اولاد

حضرت فاطمہ زہرا (س) کو اللہ نے پانچ اولاد عطا فرمائیں جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت فاطمہ زہرا صرف نو برس زندہ رہیں۔ اس نو برس میں شادی کے دوسرے سال حضرت امام حسن علیہ السّلام پیدا ہوئے اور تیسرے سال حضرت امام حسین علیہ السّلام. پھر غالباً پانچویں سال حضرت زینب اور ساتویں سال حضرت امِ کلثوم۔ نویں سال جناب محسن علیہ السلام بطن میں تھے جبھی وہ ناگوار مصائب پیش ائے جن کے سبب سے وہ دنیا میں تشریف نہ لاسکے اور بطن مادر میں ہی شہید ہو گئے۔ اس جسمانی صدمہ سے حضرت سیّدہ بھی جانبر نہ ہو سکیں. لہٰذا وفات کے وقت آپ نے دو صاحبزادوں حضرت امام

حسن اور حضرت امام حسین علیہما السّلام اور دو صاحبزادیوں زینب کبریٰ وامِ کلثوم کو چھوڑا جو اپنے اوصاف کے لحاظ سے طبقہ خواتین میں اپنی ماں کی سچی جانشین ثابت ہوئیں.